مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

مدیر الفرقان، حال لندن

مرزا طاہر کا مباہلہ سستی شہرت کا ایک حربہ تھا

جناب مرزا طاہر احمد صاحب
امام "جماعت احمدیہ" عالمگیر

آپ کی طرف سے جاری کردہ "مباہلہ کا چیلنج" کی ایک کاپی میرے پتے پر میرے والد ماجد مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی کے نام کئی ماہ ہوئے موصول ہوئی تھی۔ میں کوئی وجہ نہیں سمجھ سکا کہ براہ راست ترسیل کے بجائے میرا واسطہ کیوں اختیار کیا گیا جب کہ ان کا مستقر انڈیا (لکھنؤ) ہے اور آپ کے مذہب قادیانیت کے خلاف ان کی طرف سے جو کچھ بھی کبھی شائع ہوا ہے وہ لکھنؤ ہی سے شائع ہوا ہے۔ اس بنا پر میں نے خود کو مکلف نہیں جانا کہ آپ کی ترسیل ان تک پہنچانے کا اہتمام کروں یا آپ کو اس بارے میں کچھ لکھوں۔

اس کے بعد کچھ دن ہوتے ہیں کہ خود میرے نام پر بھی یہ چیلنج موصول ہوا۔ مگر میں بہت مصروف تھا اس لئے معافی چاہتا ہوں کہ جواب میں دیر ہوئی۔ بہرحال عرض ہے کہ:۔

۱۔ اگرچہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کب کوئی ایسی چیز لکھی تھی جس کی بنا پر میرا نام آپ کے رجسٹر میں بحیثیت مکفّر و مکذّب درج ہو گیا۔ تاہم یہ اندراج غلط ہرگز نہیں ہے۔ میں جو کچھ آپ کے اور آپ کی جماعت کے بارے میں جانتا ہوں اس کی بنا پر تکفیر و تکذیب ہی اپنے ایمان کا تقاضا سمجھتا ہوں اور اسی لئے عین ممکن ہے کہ ۱۵ء سے ۴۷ء تک میری باقاعدہ تحریری زندگی کے دوران میں کوئی چیز میرے قلم سے نکلی ہو جو مجھے یاد نہ رہی ہو۔

۲۔ جس شہر میں میرا بچپن اور کچھ ہوش کی عمر گذری۔ وہاں ایک بڑے معزز اور مؤقر طبیب ہوتے تھے۔ ہمارے وہ فیملی طبیب بھی تھے۔ اس زمانہ کے اطبا اپنا ذاتی دواخانہ عموماً نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے بڑے طبیبوں کے قرب و جوار میں لوگ دواخانے کھولتے تھے۔ جو اچھی آمدنی کا ذریعہ ہوتے تھے۔ ان حکیم صاحب کے مطب کے باہر بھی ایسا ہی ایک دواخانہ تھا۔

ایک مدت تک حکیم صاحب کے نسخے باندھنے کے بعد اس دواخانہ کے مالک نے (اللہ ان کی مغفرت کرے) کچھ ایسے طریقے اختیار کئے جن کے نتیجے میں ناخواندہ قسم کے مریض حکیم صاحب کے ساتھ اعتقاد کھو کر ان عطار صاحب

کو زیادہ بڑا حکیم سمجھنے لگے اور اس طرح جب اچھی خاصی زمین بن گئی تو وہ صاحب اب عطار کی بجائے حکیم اور طبیب کر نسخے لکھنے لگے۔ اور پرانے مطب کے مقابلے پر اسی دوا خانے میں ایک نیا مطب کھل گیا۔

یہ کام یقیناً بہت نا زیبا تھا مگر ان صاحب نے جب یہ کام کیا تو پھر اس کے تمام آداب و لوازم بھی اپنا کی کوشش کی۔ لباس اور حلیہ دھیرے دھیرے بدل کر طبیبوں والا رنگ اپنایا۔ بات چیت اور نشست برخاست کا انداز بدل گیا۔ چلنے پھرنے کی شان جدا ہو گئی۔ غرض خاندانی طبیبوں کے سے طور طریقے اپنے امکان انہوں نے اپنائے۔ اور مجھے جب پندرہ بیس سال کے بعد ان کو پہلی مرتبہ ان کے نئے رنگ میں دیکھنے کا اتفاق ہو یہ اس لئے کہ وہ شہر بچپن کے بعد چھوٹ گیا تھا۔ تو وہ رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے ہر طرح ایک "حکیم صاحب" تھے سابق "عطار" نہیں تھے۔

۳- یہ ایک تمہیدی قصہ تھا۔ اس کے بعد گذارش ہے کہ اگر آپ اپنے کو ایک سچے نبی کا جانشین سمجھتے ہیں تو کہنا ہی کیا۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور آپ خود بھی اس نبوت کو ایک بناوٹی نبوت ہی سمجھتے ہیں تب بھی اس اونچے نام کا کچھ لحاظ اور کچھ رکھ رکھاؤ چاہئے۔ یہ مباہلہ کا چیلنج جو آپ دنیا بھر میں مشتہر کرا رہے ہیں۔ گھر گھر پتہ نکال کر بھیج رہے ہیں۔ اس کی حقیقت اس وقت ایک گھٹیا ہتھکنڈہ کے سوا کیا رہ جاتی ہے جب بہتر کہ آپ کو مباہلہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ چیلنج کا شور کر کے اس ذہنی دباؤ سے اپنی جماعت کو نکالنا تھا جس میں شاید و محاذ ختم نبوت کی پیہم یورش اور یلغار سے مبتلا ہو گئی تھی۔ کسی ایسے ہتھکنڈے ایک "جماعت عالمگیر" کے اما اور ایک مدعی نبوت کے جانشین کے لئے مناسب ہیں؟

آپ جن کو مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں ان کے بارے میں اس کے سوا کسی دوسرے خیال کی گنجائش نہیں سکتی تھی کہ یہ لوگ مباہلہ کا مفہوم صرف وہ سمجھیں گے جو قرآن پاک کی آیت قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (۳: ۶۱) سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ آیت مباہ ہی کہلاتی ہے۔ کسی بھی معقول آدمی کے لئے شرمناک ہے کہ وہ اس آیت کے مفہوم میں ایسی کٹ حجتی کر جیسی آپ اور آپ کی جماعت کے لوگ کر رہے ہیں۔ یہ آیت بالکل واضح طور پہ ایک جگہ جمع ہونے کا تصور دیتی ہے کہ: "آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بچوں کو بلائیں۔ اپنی اپنی عورتوں کو بلائیں اور خود اپنے آپ سے آئیں اور پھر گڑ گڑ اور لعنت ڈلوائیں اللہ کی اس پر جو جھوٹا ہو"

اور پھر اس میں جو چیلنج کا آہنگ ہے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ یہ کام علی رؤس الاشہاد ہو۔ ایک دنیا دیکھے اور گواہ بنے۔

آپ نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو چیلنج دیا ہے۔ اس لئے آپ ہر ایک کے گھر نہیں پہنچ سکتے۔ یا کوئی مکہ

مدینہ ہ قیام تجویز کرتا ہے۔ اور وہاں آپ کا داخلہ بند ہے۔ یا کوئی ربوہ ہوتا ہے جہاں جانے میں آپ کو کچھ پریشانی ہے تو کوئی بات نہیں۔ آپ اپنے مکفرین و مکذبین کے نمائندوں کے ساتھ کسی ایک ایسی جگہ پر تو جمع ہو سکتے ہیں۔ جو دونوں فریقوں کے لئے یکساں ہو۔ تو کم از کم اس پر تو رضامندی کا اظہار آپ نے فرمایا ہوتا۔ ایسا نہ کر کے مسیحؑ کے مباہلہ سے گریز کی راہیں نکالنا، اس میں آپ اس وقت تو کچھ حقدار سمجھے جا سکتے تھے جب مباہلہ کا چیلنج کوئی دوسرا آپ کو دیتا لیکن خود چیلنج دینا اور پھر ہاتھ نہ آنے کی کوشش کرنا ایسی گھٹیا بات ہے جس پر اصلی ہی نہیں نقلی نبوت کے خلیفہ کو بھی شرمانا ہی چاہیئے۔

لیکن نہیں! میں آپ کے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں۔ نبوت کا منصب عالی وہ چیز نہیں کہ اس کے ساتھ بناوٹ کا کھیل کرنے والوں میں شرم و حیا نام کی کوئی چیز باقی رہ جائے۔ چنانچہ قرآن و حدیث کے اندر آخری درجہ کی شرمناک تاویلوں پر تو آپ کے گھر کے کارخانۂ نبوت کا انحصار ہی ہے۔ اور ان تاویلوں کے مقابلے میں تو یہ مباہلہ والی تاویل کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ تاویلات پر آپ کی عادت کیسی پختہ ہو گئی ہے۔ اس کا اندازہ خود اسی مباہلہ کے قصے سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ عادت اگر آپ حضرات کے مزاج میں رچ بس نہ گئی ہوتی تو بجائے مباہلہ کے جھگڑا کرنے کے ایک سیدھی اور باعزت بات آپ کے بچاؤ کے لئے یہ تھی کہ آپ فرماتے:-

> "میں نے مباہلہ کا لفظ ضرور لکھا ہے مگر کس ضمن میں لکھا ہے؟ اس کے لئے میرے چیلنج کے آخری صفحہ کو دیکھ لو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میں آمنے سامنے کے مباہلہ کا چیلنج نہیں دے رہا ہوں۔ بلکہ اپنے اپنے گھر بیٹھ کر مباہلہ والی دعا کا چیلنج دے رہا ہوں"

آپ اگر ایسا کہتے تو بالکل سچے ہوتے۔ یہ الگ بات ہے کہ پھر اسے لوگ مباہلاتی چیلنج کے بجائے ایک پروپیگنڈہ اسٹنٹ کہتے۔ مگر اس بیان میں آپ کو کوئی جھوٹا یا یاوہ گو نہیں کہہ سکتا تھا۔ مگر اللہ معاف کرے آپ حضرات کو خواہ مخواہ کے جھوٹ، تاویل اور جعل سازی کی ایسی خاندانی عادت ہو گئی ہے کہ بے ضرورت بھی ادھر ہی کو چل پڑتے ہیں۔

بہر حال آپ کا شو خوب رہا اور اس کی بدولت آپ کامیاب ہو گئے۔ کہ آپ کا چہرہ اور آپ کی باتیں بھی مسلمان پبلک کے سامنے آ سکیں جس کا موقع بہت دن سے آپ کو نہیں مل رہا تھا۔ لوگ مسیحؑ کا مباہلہ سمجھ کر لبیک کہہ اٹھے اور آپ کا کام بن گیا۔

کاش! اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ دے کہ آپ اپنی صلاحیتیں کیسے گھاٹے کے داؤ پر لگا رہے ہیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد